غیر اسلامی توہمات و رسم و رواج میں جکڑا ہمارا معاشرہ

محترمہ سیدہ عندلیب زہرا کامونپوری صاحبہ، لکھنؤ

رسم و رواج نے ہماری زندگی کو اس طرح جکڑ رکھا ہے کہ ہم حلال و حرام، واجبات و محرمات کی فکر سے آزاد ہو گئے۔ اور بے مقصد حتیٰ بعض غیر شرعی رسوم کی ادائیگی اور توہمات کو واجبات زندگی سمجھ لیا ہے اور زندگی کے اہم ترین امور و فرائض سے غافل ہو گئے۔

یوں تو زندگی کے کئی رنگ ہیں، شادی، بیاہ، موت و غمی جن میں اعزہ و احباب جمع ہوتے ہیں موقع کی نوعیت کے اعتبار سے کچھ خاص امور انجام دیئے جاتے ہیں۔ خوشی کی تقریبات میں اظہار مسرت کے لئے تھوڑی بہت ہلکی پھلکی بے ضرر رسوم انجام دے لینا الگ بات ہے کیونکہ زندگی زندہ دلی کا نام ہے۔ لیکن رسم و رواج پر اس قدر سختی سے کاربند رہنا کہ حرام و حلال کا خیال نہ رہے اور کسی رسم میں ذرا سی کمی و بیشی ہو جانے سے دل طرح طرح کے وسوسوں سے بھر جائے یہ چیز امت مسلمہ کی شایان شان نہیں ہے خوشی کی محفل ہو یا غمی کی تقریب میانہ روی اختیار کرنا اسلام کی نظر میں سب سے پسندیدہ امر ہے۔ زمانہ اور حالات کا تقاضہ بھی یہی ہے۔ زندگی کو آسان بنانا دانش مندی ہے، نہ کہ رسم و رواج میں الجھ کر زندگی کو مشکل بنا لیا جائے۔ مسلم معاشرہ پر نظر ڈالئے طرح طرح کے خرافات کو اصل مذہب سمجھ لیا گیا ہے۔ قدم قدم پر ہمارے یہاں یہ نہیں ہوتا وہ نہیں ہوتا، کے چکر نے انسانی فکر کو اتنی معمولی معمولی باتوں میں الجھا کر رکھ دیا ہے جب کہ خداوند عالم نے انسان کو عقل و فہم و ادراک عطا کر کے تمام مخلوقات میں سب سے افضل و برتر بنایا ہے۔ علامہ اقبالؔ نے کیا خوب کہا ہے ؎

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

لیجئے ازدواجی زندگی کی ابتداء ہوئی خداوند کریم نے اولاد کی شکل میں نعمت عطا کی۔ شکر خدا کے بجائے غیر ضروری رسموں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ چھٹی چلّہ جیسی رسموں کو انجام دینا فرض سمجھ لیا گیا۔ اور کہیں بیٹی کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو اس کے چھٹی چلّے کی فکر نے راتوں کی نیند حرام کر دی کیونکہ سمدھیانے والوں پر رعب بھی جمانا ہے اور شان و شوکت کا مظاہرہ بھی کرنا ہے اور اگر کہیں یہ جذبہ نہیں ہے تو ''عزت و آبرو'' تو بچانی ہی ہے۔ بچے کے لئے کپڑوں کھلونوں اور دیگر ضروریات کی لمبی فہرست تیار رہے۔ داماد بیٹی کے لئے زیور جوڑے بھی ضروری ہیں۔ آپ شرمندہ پریشان کہ کہیں نہ کہیں سے انتظام کرنا ہے۔ خواہ قرض لینا پڑے یا کوئی سامان بیچنا پڑے۔ لڑکی الگ ڈری سہمی، شرمندہ شرمندہ، سُسرال والوں کے طعنوں کے خوف سے زرد ہوئی جا رہی ہے۔ ابھی بیچاری موت و زیست کی کشمکش سے آزاد ہوئی ہے کمزور بیمار ہے، خوف الگ کھائے جا رہا ہے۔ ماں باپ نہ دے سکے یا کم قیمت سامان دیا تو ساس نندوں کے علاوہ ہر

آنے جانے والوں کی باتیں الگ سننا پڑیں گی۔ اگر خوش قسمتی سے لڑکی کے سسرال والے شریف اور نیک ہوئے تو پڑوسی ملنے جلنے والے کرید کرید کر پوچھیں گے کیا کیا سامان آیا؟ فلاں فلاں چیز تو ضرور آئی ہوگی۔ فلاں کے میکے والے بڑے دل والے ہیں ''شاندار چھٹی'' آئی تھی لوگ دیکھتے رہ گئے۔ اب جھوٹ بول بول کر ان کا منھ بند کیجئے۔ ایسی ہی بیجا رسوم کے سبب بیٹی پیدا ہوتی ہے تو لوگوں کے منھ اتر جاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ بیٹی ''رحمت'' ہے کسی بھی چیز کو رسم نہ بنایئے۔ جس سے آپ کو بھی تکلیف ہو اور دوسروں کو بھی۔

غالباً سب سے زیادہ وقت اور پیسہ کی بربادی ایک اہم شرعی فریضہ ''ختنہ'' پر کی جاتی ہے۔ دھوم دھام کے چکر میں بچہ کافی بڑا ہو جاتا ہے تب ختنہ کرایا جاتا ہے۔ حالانکہ طبّی نقطۂ نظر سے اور تہذیب و شائستگی کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ پیدائش کے بعد جتنی جلدی ہو سکے اسے انجام دیا جائے۔ بڑا ہونے پر بچہ شرم محسوس کرتا ہے اور تکلیف بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ہفتہ دو ہفتہ کی عمر میں بچّے کی کھال نرم ہوتی ہے اور جلدی ٹھیک ہو جاتا ہے۔

نو سال کی عمر میں لڑکی پر نماز روزہ واجب ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ واجب امر بھی رسومات کی نذر ہو جاتا ہے جب تک دھوم دھام سے ''روزہ کشائی'' کرنے کا بندوبست نہ ہو جائے لڑکی کو روزہ نہیں رکھوایا جاتا ہے اور کئی کئی سال اسی طرح ٹال دیئے جاتے ہیں۔ عموماً لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ روزہ کشائی کے بغیر روزہ نہیں رکھا جا سکتا۔ دس بارہ تیرہ سال کی لڑکی سے پوچھئے بیٹا روزہ رکھتی ہو؟ جواب دے گی جی نہیں۔ ابھی روزہ کشائی نہیں ہوئی ہے۔

اعزہ و احباب جو عزت و احترام سے اپنے گھر مدعو کرنا اور روزہ افطار کرانا مستحبات میں سے ہے لیکن ایک فرض پر مستحب کو ترجیح دینا کہاں کی دانشمندی ہے دھوم دھام سے روزہ کشائی کرنے میں دوسروں کی نظر میں اپنے وقار کو بڑھانا اور شان دکھانا مقصود ہو تو (اور ساتھ میں یہ بات بھی ذہن کے گوشے میں محفوظ رہے کہ نیوتے کے نام پر مہمانوں سے اتنا مل جائے گا کہ سارا خرچہ نکل آئے گا) اس ثواب کو کم کر دیتا ہے جو ہمیں روزہ دار مہمانوں کو کھلا کر حاصل ہو سکتا تھا۔

بلکہ ہم اس طرح دوسروں کی حوصلہ شکنی کرنے کے جرم کے بھی مرتکب ہوتے ہیں کم حیثیت والے لوگ برسوں اسی فکر میں بچی کو روزہ نہیں رکھواتے کہ کچھ انتظام ہو جائے تو روزہ کشائی کرائیں تاکہ خاندان اور محلہ والوں کی نظر میں کنجوس اور مکھی چوس نہ سمجھے جائیں۔ نظر میں روزہ کی اہمیت اتنی نہیں ہے جتنی روزہ کشائی کی۔ خواہ قرض لینا پڑے یا بچوں کی تعلیم رک جائے، روزہ کشائی کے بعد بھی کتنے بچے روزہ رکھتے ہیں۔ یہ سوال بھی غور طلب ہے۔

اور اگر عاقبت سنوارنا ہے تو اس مبارک موقعہ پر جب آپ کی لاڈلی بیٹی اسلامی کیلنڈر کے حساب سے جس مہینے میں نو سال کی ہو جائے یا رجب یا شعبان کے مقدس مہینہ میں اپنی حیثیت کے مطابق ایک ہلکی پھلکی تقریب کر دیجئے۔ شان و شوکت کے مظاہرہ اور دوسروں کی واہ واہ کی فکر ذہن کے کسی گوشے میں ہرگز نہ رہے۔ صرف خداوند عالم کی خوشنودی کا خیال رہے۔ اپنے عزیز و اقارب اور بچی کی چند سہیلیوں کے علاوہ اگر اس تقریب سعید میں اپنے کچھ غریب و مسکین

مسلمان بھائی بہنوں کو بھی اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھالیں تو اس تقریب اور آپ کے دسترخوان کی شان ہی کچھ اور ہوگی۔ یقیناً ملائکہ بھی درود بھیجیں گے۔ ممکن ہو تو اس موقع پر ایک مختصر تقریر کا اہتمام کیجئے اور عوام کو نماز روزے، حجاب اور دوسرے واجبات کی طرف متوجہ کیجئے۔ اور بتایئے کہ بچی جس وقت نو سال کی ہو جائے تو اس پر تمام شرعی ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں۔ اور پہلی رمضان سے روزہ رکھوایئے یہ نہیں کہ آدھا رمضان گزار کے روزہ کشائی کی اور بلا وجہ اتنے واجب روزے قضا کروا دیئے۔ اس طرح کی تقریریں دوسروں کی حوصلہ افزائی کا باعث بنتی ہیں اور آپ کو بھی اس کا ثواب ملے گا۔

خدا کے فضل و کرم سے بچّے بڑے ہوئے اور ان کی شادی کے مقدس فریضہ سے سبکدوش ہونے کا موقع آیا، شادی طے ہوتے ہی جیسے اور وقت کی بربادی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تاریخ طے کرنے کے لئے دونوں طرف انتظامات شروع ہو گئے۔ پیسے کی تنگی آڑے آرہی ہے لیکن لڑکی والوں کی سبکی نہ ہو جائے۔ یا لڑکے والوں کی طرف سے کوئی کمی نہ رہ جائے کہ عزت کو بٹہ لگ جائے۔ خواہ قرض لینا پڑے لیکن سب مراسم انجام دینا ضروری ہیں۔ حالانکہ سادگی کے ساتھ دونوں طرف کے چند بزرگ بیٹھ کر تاریخ اور دوسرے امور طے کر سکتے ہیں۔ اگر الگ الگ شہروں میں ہیں تو خطوط کے ذریعہ سب باتیں طے ہو سکتی ہیں۔ شادی کے ہفتوں میں پہلے مختلف مراسم شروع ہو جاتے ہیں۔ اور مہمانوں کی آمد اور خاطر تواضع میں وقت و پیسہ ضائع ہوتا ہے۔ بارات چلی تو کافی ہنگامہ، بعض خاندانوں میں بارات کے ساتھ ڈھول تاشے شہنائی وغیرہ نہ ہو تو گویا وہ بارات ہی نہیں۔ اپنا رعب جمانے کے لئے بَری لے جانا اور دکھانا ضروری ہے۔ پیسہ نہیں تو کیا ہوا کچھ قرض لے کر جوڑے بنائے، کچھ دوسروں کے جوڑے مانگ کر لگا دیئے۔ بَری میں شکر میوے تو خیر کام کی چیزیں ہیں مگر بَری کے ایک بہت ہی اہم جزو ''سہاگ پُڑا'' کا مصرف آج تک سمجھ میں نہ آیا۔ نہ جانے اس میں کیا کیا الا بلا بھرا ہوتا ہے۔ پھر مٹی کی ایک ہنڈیا میں ذرا سا دہی اور اس کے منھ پر مچھلیاں باندھ کر لے جانا واجبات میں شامل ہے۔ کیا آپ نے غور کیا کہ یہ بے جان مچھلیاں بھلا ہماری قسمت میں کیا انقلاب لا سکتی ہیں۔

دھوم دھام سے براتی دلہن کے گھر پہنچے وہاں بھی عجیب وغریب منظر ہے ایک بڑے سے کمرے میں نمائش لگی ہے۔ کچھ الگنیاں بندھی ہیں جن پر الگ الگ جوڑے لٹک رہے ہیں۔ غرارے سوٹ، شلوار سوٹ، ساڑیاں، شالیں، چادریں، پلنگ پوش، ایک طرف برتنوں کی قطار ہے۔ غرض کہ ایک ماہر دوکاندار کی طرح جہیز کی ہر چھوٹی بڑی چیز کو نہایت نمایاں طریقے سے رکھا گیا ہے۔ مہمانوں کو نہایت فخر و شان کے ساتھ ایک ایک چیز دکھائی جاتی ہے۔ بارات کے آنے کے بعد دولہا والے ایک ایک چیز کو غور سے دیکھتے اور پرکھتے ہیں۔ اور دی ہوئی لِسٹ سے ملاتے ہیں۔ اور واپسی کے وقت ایسے سامان اٹھاتے ہیں جیسے لوٹ کا مال لے جا رہے ہوں۔ کئی ایسی غیر ضروری چیزیں جن کا آج کل کی زندگی میں کوئی استعمال نہیں جہیز کا لازمہ قرار دی جاتی ہیں جو سراسر اسراف ہے۔ بَری اور جہیز کی نمائش ایک نہایت ناپسندیدہ فعل ہے۔ جو نہیں دے سکتے ان کی دل آزاری ہوتی ہے۔ جہیز کے لالچ کے سبب کتنی ہنرمند اور تعلیم یافتہ لڑکیاں کنواری رہ جاتی ہیں یا ان کے حسب

حیثیت لڑ کے نہیں ملتے۔

بعض مقامات پر ایک عجیب سی رسم ہے کہ بارات آتے ہی نکاح سے پہلے ہی دولہا کو مکان کے دروازے پر یا اندر بلایا جاتا ہے اور دولہن کی بہنیں سہیلیاں اور دوسری رشتہ دار خواتین پھولوں کی چھڑیوں سے اس کی تواضع اور ہنسی مذاق کرتی ہیں۔

ذرا غور کیجئے دوسری خواتین تو ہمیشہ سے ہی نامحرم رہیں گی لیکن ابھی تو دلہن کی ماں تک جو نکاح کے بعد دولہا کی حقیقی ماں کا جیسا مرتبہ پائیں گی، نامحرم ہیں۔ یہ غیر شرعی رسم کیسے شروع ہوئی۔ اور کیا اس کو ختم کرنا ضروری نہیں ہے؟ نکاح کے بعد دولہا سلام کرائی کے لئے اندر آتا ہے اس وقت بے ضرر ہلکی پھلکی رسمیں انجام دے لیں تو کوئی قباحت نہیں مثلا آرسی مصحف کی رسم جس میں دولہا دولہن سورۂ اخلاص کی تلاوت کے بعد آئینہ میں ایک دوسرے کا چہرہ دیکھتے ہیں بعض خاندانوں میں اس موقع پر طرح طرح کی بے ہودہ رسمیں شروع ہو جاتی ہیں دولہا کے ساتھ ساتھ اس کے دوستوں اور رشتہ داروں کی جوان ٹولیاں بھی اندر آجاتی ہیں یہی موقع ہوتا ہے۔۔۔۔۔ادھر لڑکیاں بھی زرق برق کیل کانٹے سے لیس۔۔۔۔۔تیر چلانے کو بالکل تیار بیٹھی ہیں۔ نظر کے ساتھ ساتھ زبان کے وار بھی جاری ہیں۔ رسمیں شروع ہوتی ہیں جن کا اکثر طوفانی سلسلہ چلتا ہے۔ شور بلند ہوا صندل کہاں ہے؟ اگر بری کے ساتھ صندل نہیں آیا تو بدشگونی ہوگی دل لرزنے لگا۔۔۔۔۔صندل مل گیا تو دولہن کی مانگ بھرنے کے لئے دولہا کے بڑے بھائی کو بلایا جا رہا ہے۔ لیجئے دولہن کا دیدار سب سے پہلے جیٹھ صاحب کریں گے، جو ہمیشہ ہی نامحرم رہیں گے۔ مانگ بھرنے یا نہ بھرنے سے سہاگ قائم رہنے کی گارنٹی نہیں ہو جاتی۔ بہرحال ماحول میں خوشی ومسرت کا رنگ بکھیرنے کے لئے یہ رسم ضرور کیجئے مگر یہ رسم شوہر کے ہاتھوں انجام پائے، نامحرم کے ہاتھوں نہیں۔

خدا خدا کر کے دولہن رخصت ہوئی تو چوتھی چالے شروع ہو گئے۔ چوتھی میں وہ طوفان بدتمیزی کہ الامان۔ دونوں طرف کے لڑکے لڑکیوں کے ہنسی مذاق کرنے کا موقع بزرگوں نے فراہم کر دیا۔ سبزیوں، پھلوں اور انڈوں کی بربادی نہ پوچھئے۔ قوم کے کتنے افراد دانے دانے کو ترس رہے ہیں اور شادی خانہ آبادی جیسے مبارک موقع پر خدا کی عطا کردہ نعمتوں اور غذاؤں کو ہم اس طرح تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

ایک رسم جو بہت عام ہے وہ دلہن کی گود بھرنے کی ہے رخصتی کے وقت دلہن کے دوپٹے کے چاروں کونوں میں شگون کے لئے کچھ چیزیں باندھ دی جاتی ہیں۔ شادی کے بعد لڑکی کے میکے یا سسرال کے کسی عزیز یا جاننے والے کے گھر جاتی ہے تو اس کی گود بھرنا ضروری ہوتا ہے۔ آنچل میں چاول، ماش، شکر، پان کا پتہ اور روپئے ڈالے جاتے ہیں۔ اگر کہیں بھول چوک ہوگئی تو دل اندیشوں سے بھرا جاتا ہے کہ کہیں دولہن بے اولاد نہ رہ جائے۔ ذرا اس رسم پر بھی غور کیجئے کیا وہ سب دولہنیں جن کی گود بھری جاتی رہی ہے ان میں کوئی ایسی نہیں جو اولاد سے محروم رہ گئی ہو۔ اور کیا جن کے یہاں یہ رسم نہیں مانی جاتی خداوند عالم نے ان کو اولاد کی نعمت سے مالا مال نہیں کیا ہے؟ رسمیں ہماری زندگی میں پریشانیاں پیدا کر دیتی ہیں ہمارے دکھوں اور محرومیوں کا علاج نہیں کر سکتیں۔ نعمتیں عطا کرنے والا خداوند رحیم وکریم ہے۔ قرآن حکیم میں سورۂ

شوریٰ (۴۲) کی آیت ۵۰-۴۹ پر نظر ڈالئے پروردگار کیا فرماتا ہے: ''۔۔۔۔۔۔۔اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے فقط بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے صرف بیٹے عطا کرتا ہے۔ یا ان کو بیٹے بیٹیاں دونوں عنایت کرتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔''

ذرا غور کیجئے ہم اس نبی آخر الزماںؐ کے ماننے والے ہیں جس کو خدا نے رحمت اللعالمین بنا کر ہماری ہدایت ورہنمائی کے لئے بھیجا جس نے دنیا کو جہالت وتاریکی سے نکال کر علم وعمل کی روشنی عطا کی اور ہم فضول رسوم اور بے جا توہمات کا اس طرح شکار ہیں کہ معمولی معمولی باتوں میں کمی وبیشی پر بدشگونی کا خوف ستانے لگتا ہے۔ شادی کے بعد ایک سال کے اندر خاندان میں کوئی حادثہ یا موت یا نقصان ہو گیا تو دولہن کو منحوس اور سبز قدم کہہ کر اس کی زندگی اجیرن کر دی جاتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو دولہن کو ہمیشہ کے لئے میکہ بھیج دیا جاتا ہے یا طلاق دے دی جاتی ہے۔

شادی خانہ آبادی جیسے مبارک موقعہ پر جب دو اجنبی زندگی بھر کے لئے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو رہے ہوں ہمیں یہ فکر نہیں رہتی کہ کہیں ایسا کوئی عمل سرزد نہ ہو جائے جو خدا اور رسولؐ کی مرضی کے خلاف ہو اور اس کا عتاب نازل ہو جائے۔ ہاں ڈر لگتا ہے تو اس سے کہ فلاں کی شادی میں یہ رسم ہوئی تھی یا یہ رسم رہ گئی تھی تو یہ شادی کامیاب نہیں ہوئی یا خاندان میں کوئی غمی ہو گئی۔ نکاح کے وقت دولہن کی ناک میں نتھ پڑنا ضروری ہے ورنہ بدشگونی ہو جائے گی بلکہ بعض خاندانوں میں تو ناک میں نتھ نہیں پڑی تو نکاح ہی جائز نہیں ہوا۔ کیا یہ سب صحیح ہے؟ آپ نے نکاح کا، نتھ سے کس طرح تعلق جوڑ لیا۔ مذہب کی اصل روح کو پہچانئے، مفروضہ توہمات اور مروجہ غلط رسومات سے اجتناب کیجئے۔ بعض خاندان میں سال کے کچھ مہینوں کو ہی منحوس قرار دے دیا جاتا ہے فلاں مہینے میں شادی ہوئی تھی تو خاندان میں موت ہو گئی لہٰذا اس مہینے میں تو ہمارے خاندان میں شادی نہیں کی جاتی۔ دولہا بیرون ملک سروس کرتا ہوا سے جلدی واپس جانا ہو خواہ شادی ہی رک جائے مگر اس مہینے میں شادی نہیں ہو سکتی کمال تعجب تو یہ ہے کہ بعض خاندانوں میں رجب اور شعبان جیسے مقدس ومحترم مہینوں میں شادی سے گریز کیا جاتا ہے اور اسی طرح کا وہم کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان دو مہینوں کی فضیلت کے لئے بہت سی روایتیں ملتی ہیں۔

حضرت رسولؐ اکرم کا ارشاد ہے کہ ماہ رجب خدا کا مہینہ ہے اور اس کی حرمت وفضیلت تمام دوسرے مہینوں سے بہتر ہے۔ اور شعبان میرا مہینہ ہے لہٰذا جن مہینوں کو خدا نے اپنے اور اپنے حبیب سے خاص طور پر منسوب کیا ہو اس کی برکت وفضیلت کا کیا کہنا۔ اسی طرح ہفتہ کے کچھ دن معین کر لئے گئے ہیں جن میں کسی کے گھر تعزیت ادا کرنے نہیں جا سکتے۔

شادی، ختنہ، عقیقہ اور سالگرہ وغیرہ پر بہت دھوم دھام کر کے خوش ہونا کہ دوسرے لوگ تعریف کریں گے اور برسوں یاد رکھیں گے یا اس پر فخر کرنا کہ جیسا شاندار انتظام اور اہتمام ہم نے کیا تھا ہمارے یہاں کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ یہ سب فخر ومباہات کیا سرکار دوعالمؐ کی امت کو زیب دیتے ہیں جس نے اپنی چہیتی بیٹی کی شادی کس سادگی سے کی تھی۔ تا کہ ہمارے لئے نمونۂ عمل قائم ہو۔ ان تقریبات پر روپئے اور وقت کی بربادی کر کے ہم اپنے معاشرے کو کس

سمت لئے جا رہے ہیں؟

ہمیں خدا اور رسولؐ کی خوشی مد نظر رکھنی چاہیئے۔ یا اعزا واحباب کی؟

بے جا شان و شوکت کے مظاہرے اور فضول رسومات کی ادائیگی کے بجائے اگر ہم اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت پر توجہ دیں تو ایک صحت مند اسلامی معاشرے کی تشکیل ہوسکتی ہے جہاں ایک ایک تقریب پر بہت زیادہ وقت اور پیسہ صرف کیا جاتا ہے۔ وہاں والدین بچّوں کی صحیح تعلیم وتربیت کر ہی نہیں سکتے۔

توہمات کو دل میں جگہ نہ دیجئے، رسوم کا اپنے کو غلام نہ بنایئے، شادی بیاہ کو آسان بنایئے، چھوٹی موٹی تقریب ضرور کیجئے مگر اس میں بھی تعمیری اور اصلاحی پہلو نمایاں رہے شرعی احکام اور سادگی کو پیش نظر رکھئے۔ اور ایسے موقعوں پر اپنے مستحق بھائی بہنوں کو ضرور یاد رکھئے۔ شادی عقیقہ اور روزہ کشائی وغیرہ کی تقاریب میں مختصر تقریر کا اہتمام ضرور کیجئے۔ جس میں صحت مند معاشرے کی تشکیل، مروجہ غلط رسوم کی مذمت اور اس کے غلط نتائج اور شرعی اعتبار سے اس کی اہمیت پر زور دیا جائے۔ فرائض کی ادائیگی اور واجبات ومستحبات پر عمل کرنے، نیز محرمات ومکروہات سے اجتناب کرنے، نیکی اختیار کرنے اور برائیوں سے بچنے پر متوجہ کیا جاتا رہے۔

☆☆☆

امام عصرؑ

دیدہ ودل کی ہے خواہش کہ زیارت ہوجائے
زندگی موت بنے چاہے قیامت ہو جائے
اس لئے بھیجا ہے دریا سے عریضہ ان کو
تاکہ بہتے ہوئے آنسو کی وضاحت ہوجائے

آدمی کی زندگی

کاش ہر انسان جیتا روشنی کی زندگی
موت سے بدتر ہے کیونکہ تیرگی کی زندگی
جہل کیا ہے بس اندھیروں میں بھٹک جانے کا نام
علم سے سورج بنی ہے آدمی کی زندگی

ندیؔ الہندی

مکین خضراء

بسوئے کعبہ پیمبروں کی نگاہِ عصمت جمی ہوئی ہے
نظامِ عالم بدل رہا ہے خوشی کی آندھی اٹھی ہوئی ہے
تمام سیارگانِ عالم ترے اشارے پہ گھومتے ہیں
مکین خضرا جہاں میں تیری جوانی سورج بنی ہوئی ہے

ایکتا کا مذاق

بربریت ہوتی ہے مہر و وفا کے نام پر
چھن گئی تہذیب تک عدل وعطا کے نام پر
ٹکڑے ٹکڑے ہورہی ہیں متحد نسلیں تمام
بڑھ گئی فرقہ پرستی ایکتا کے نام پر